الرحیق المختوم کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ

پروفیسر ڈاکٹر حافظ عبدالغنی☆
ڈاکٹر شازیہ رمضان☆☆

Abstract

The people are indulged in different problems at the present time. Solution to there difficult cirmstances is to follow life of Holy Prophet (S.A.W.). The details about his research are preserved in the major books. These books were the need and beauty of every period. Moulana Safi ur Rehman Mubarkpuri is also one of the popular writers of search. His book Al-Raheeq-al-Makhtoom has much importance in the search literature. The writer adopted very impressive style which is a source of interest for readers. He elaborated the events of search in a simple literary and argumentative way which highlighted all the aspects of seerah before the readers and they life of prophet (S.A.W.) make determination of follow. The book is considered an encyclopedia in the field of search of prophet (S.A.W.).

☆ ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف لینگویجز سندھ یونیورسٹی جامشورو۔
☆☆ لیکچرر شعبہ علوم اسلامیہ زرعی یونیورسٹی فیصل آباد۔

الرحیق المختوم کے اسلوب کا تحقیقی جائزہ

سیرت نگاری اسلامی تاریخ میں ایک سدابہار موضوع کی حیثیت رکھتا ہے۔ تاریخ وسوانح کے میدان میں حضرت محمد ﷺ کی ذات کے علاوہ کوئی دوسری شخصیت ایسی دکھائی نہیں دیتی کہ جس کی ولادت سے وفات تک کے عرصہ حیات کی تمام تر تفصیلات کو بمعہ جزئیات کے ایک تحقیقی انداز اور جامع اسلوب میں تحریر کیا گیا ہو۔ نبیؐ کی سیرت پر جہاں مسلمانوں نے ہزاروں کتب لکھیں آپؐ کی سیرت کا یہ اعجاز ہے کہ ہر زبان، ہر زمانے میں سیرت کے ہر پہلو پر کتابیں تصنیف کی گئیں اور اسی طرح آپؐ کی سیرت کا ذکر جو قرآن کریم سے شروع ہوا ہے قیامت تک جاری رہے گا۔

برصغیر پاک وہند بھی مسلمانوں کے مورخین اور مصنفین کا مرکز رہا۔ یہاں اسلام کی اشاعت وترویج کے ساتھ سیرت نگاری پر بالخصوص بہت سے لوگوں نے کام کیا اور بڑی بڑی ضخیم کتابیں لکھیں جن میں آنحضورؐ کی سیرت کے ہر گوشہ کو ایک نئے، دلکش اور موثر انداز سے لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اگر نظر عمیق سے دیکھا جائے تو ان گنت شخصیات میں جنھوں نے سیرت پر لکھا ان میں سے ایک مولانا صفی الرحمان مبارک پوری بھی قابل ذکر ہیں۔ مولانا موصوف نے اپنی کتاب ''الرحیق المختوم'' کی صورت میں قارئین کو حضور ﷺ کی سیرت اور تعلیمات کے سلسلہ میں وقیع مواد دیا۔ اس کتاب میں جس انداز، اسلوب اور منہج سے مولانا صاحب نے سیرت رسولؐ پر لکھا اس کا انداز تحقیقی، تخلیقی اور ادبی ہے۔ یہ اس دور کی ایک عظیم شاہکار ہے۔ یہ سیرت پر ایک جامع انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس کتاب کے اسلوب اور منہج کا ایک تحقیقی جائزہ قارئین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ سیرت پر لکھی جانے والی اس کتاب کی تمام خوبیاں اور خصائص سامنے آسکیں۔

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری ایک کامیاب اور عمدہ قلم کار تھے۔ آپ کی تحریر کا ایک ایک لفظ آپ کی تحقیق وتدقیق پسندی کا غماز ہے۔ اس کی واضح مثال آپ کی شاہکار تالیف الرحیق المختوم ہے۔ کتاب رحیق المختوم بے شمار خصوصیات کی حامل ہے ان میں چند ایک تذکرہ کیا جاتا ہے۔

موثر دلکش انداز بیان:

الرحیق المختوم اپنے موثر طاقت ور اسلوب اور دلکش انداز بیان کی وجہ سے تمام کتب سیرت میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر اس کتاب میں جہاں غزوہ بدر کا ذکر آتا ہے وہاں آپ کا انداز اگر دیکھا جائے تو بہت خوبصورت، دلکش اور موثر ہے۔

جب یوم بدر میں گھمسان کی جنگ شروع ہوئی اور نہایت زور کا رن پڑا تو لڑائی شباب پر آگئی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور ایک ہزار فرشتوں سے مسلمانوں کی مدد فرمائی۔

جب آپ ﷺ کو دعا کی قبولیت کی خوشخبری ملی تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد کے واقعہ کو صاحب کتاب یوں بیان کرتے ہیں۔

شدوا، وحرضهم على القتال، قائلا: والذی نفس محمد بیده لا يقاتلهم اليوم رجل فيقتل صابرا محتسبا مقبلا غير مدبر، الا ادخله الله الجنة۔(۱)

ترجمہ: اس کے بعد رسول اللہ نے جوابی حملے کا حکم دیا اور جنگ کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: شدوا۔ چڑھ دوڑو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد ﷺ کی جان ہے ان سے جو آدمی بھی ڈٹ کر، ثواب سمجھ کر، آگے بڑھ کر اور پیچھے نہ ہٹ کر لڑے گا اور مارا جائے گا اللہ اسے ضرور جنت میں داخل کرے گا۔

مذکورہ اسلوب سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ واقعی آپ کا دعا کے بعد صحابہ کو جس انداز سے جنگ میں لڑنے کا حکم دینا وہ بہت ہی پرکشش ہے۔

سادگی:

مبارک پوری کی تحریروں میں بہت سادگی پائی جاتی ہے۔ خواہ ایک جملہ ہو یا تحریر وہ بہت آسان الفاظ اور سادگی سے واقعہ کو بیان کرتے ہیں کہ قاری کو عبارت پڑھنے میں اور سمجھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ یہی الرحیق المختوم کی خوبی ہے کہ یہ جامع اور مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سادہ اور آسان الفاظ میں لکھی گئی ہے۔ یوں تو یہ پوری کتاب ہی سادہ اور آسان الفاظ میں لکھی گئی ہے۔ ذیل میں اس کی سادگی کی مثال دی گئی ہے

سریہ خرار کے واقعہ کو انتہائی سادگی سے بیان کرتے ہوئے مولانا صاحب لکھتے ہیں:

بعث رسول الله ﷺ سعد بن ابی وقاص فی عشرين راكبا، يعترضون عيراً لقريش، وعهد اليه ان لا يجاوز الخرار، فخرجوا مشاة يكمنون بالنهار ويسيرون بالليل حتى بلغوا الخرار صبيحة خمس، فوجدوا العير قد مرت بالامس۔(۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے اس سریہ کا امیر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو مقرر فرمایا اور انہیں بیس آدمیوں کی کمان دے کر قریش کے ایک قافلے کا پتہ لگانے کے لئے فرمایا اور یہ تاکید فرمادی کہ خرار سے آگے نہ بڑھیں۔ یہ لوگ پیدل روانہ ہوئے۔ رات کو سفر کرتے ہوئے اور دن میں چھپے رہتے تھے۔ پانچویں روز صبح خرار پہنچے تو معلوم ہوا کہ قافلہ ایک دن پہلے جا چکا ہے۔

منظر کشی:

اس شاہکار تصنیف کی ایک خوبی منظر کشی ہے۔ وہ واقعات کو یوں بیان کرتے ہیں کہ آنکھوں کے سامنے اس کا نقشہ کھینچ جاتا ہے۔

پھر مصنف حضرت محمد ﷺ کی مکہ سے مدینہ ہجرت اور پھر قباء میں تشریف آوری کا جو منظر کھینچا ہے وہ کچھ یوں ہے کہ:

او فی رجل من يهود على اطم من اطامهم لامر ينظر اليه، فبصر برسول الله ﷺ واصحابه مبيضين يزول بهم السراب۔(۳)

ترجمہ: ایک یہودی اپنے کسی ٹیلے پر کچھ دیکھنے کے لئے چڑھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے رفقاء سفید کپڑوں میں ملبوس، جن سے چاندنی چھٹک رہی تھی۔

نبوت و رسالت کی چھاؤں میں، کے عنوان سے مصنف آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے کا معمول بیان کرتے ہیں کہ جب آپؐ غار حرا میں تشریف لے جاتے تھے۔

صاحب کتاب غار حرا کا نقشہ یوں بیام فرماتے ہیں:

فکان یاخذ السویق والماء ویذھب الی غار حراء فی جبل النور، علی مبعدة نحو میلین من مکة. وھو غار لطیف طوله اربعة اذرع، وعرضه ذراع وثلاثة ارباع ذراع من ذراع الحدید۔(۴)

ترجمہ: آپ ﷺ ستو اور پانی لے کر مکہ سے کوئی دو میل دور کوہ حرا کے ایک غار میں جا رہتے۔ یہ ایک مختصر سا غار ہے جس کا طول چار گز اور عرض پونے دو گز ہے۔ یہ نیچے کی جانب گہرا نہیں ہے بلکہ ایک مختصر راستے کے بازو میں اوپر کی چٹانوں کے باہم ملنے سے ایک مثلث کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے۔

مسلمانوں کی پہلی عید سعید کی منظر کشی یوں بیان کرتے ہیں:

ومن احسن المواقع واروع الصدقات ان اول عید چعید به المسلمون فی حیاتھم ھو العید الذی وقع فی شوال سنة ۲ھ اثر الفتح المبین الذی حصلوا علیه فی غزوة بدر، فما اروع ھذا العید السعید الذی جاء به اللّٰہ بعد ان توج ھامتھم بتاج الفتح والعز، وما اروق منظر تلک الصلاة التی صلوھا بعد ان خرجوا من بیوتھم یرفعون اصواتھم بالتکبیر والتوحید والتحمید، وقد فاضت قلوبھم رغبة الی اللّٰہ، وحنینا الی رحمة ورضوانه بعد ما اولاھم من النعم، وایدھم به من النصر۔(۵)

ترجمہ: پھر نہایت نفیس موقع اور خوشگوار اتفاق یہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنی زندگی میں پہلی عید جو منائی وہ شوال کی عید تھی۔ جو جنگ بدر کی فتح مبین کے بعد پیش آئی۔ کتنی خوشگوار تھی یہ عید سعید جس کی سعادت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سر پر فتح و عزت کا تاج رکھنے کے بعد عطا فرمائی اور کتنا ایمان افروز تھا اس نماز عید کا منظر جسے مسلمانوں نے اپنے گھروں سے نکل کر تکبیر و توحید اور تحمید و تسبیح کی آوازیں بلند کرتے ہوئے میدان میں جا کر ادا کیا تھا۔ اس وقت حالت یہ تھی کہ مسلمانوں کے دل اللہ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کی کی ہوئی تائید کے سبب اسکی رحمت و رضوان کے شوق سے لبریز اور اس کے رغبت کے جذبات سے معمور تھے اور ان کی پیشانیاں اس کے شکر و سپاس کی ادائیگی کے لئے جھکی ہوئی تھیں۔

تکرار و واقعات سے احتراز:

صفی الرحمٰن کے اسلوب کی ایک اور خوبی یہ ہے کہ وہ تکرار و واقعات سے احتراز کرتے ہیں۔ جو واقعہ بیان کر دیتے ہیں اس کو بار بار ذکر نہیں کرتے بلکہ اجمالی بیان سے اس واقعہ کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب سیرت النبی ﷺ پر جامع اور مختصر لکھی گئی ہے۔ یوں تو انہوں نے بہت سے واقعات کا اجمالی ذکر فرمایا مگر یہاں چند واقعات بیان کئے جاتے ہیں:

پہلی بیعت عقبہ کے واقعہ کے شروع میں لکھتے ہیں:

والمرباع: **ربع الغنیمة۔(٦)**

مال غنیمت کا چوتھائی حصہ۔

والصفی: **ما یصفیه الرئیس لنفسه قبل القسمة۔(٧)**

وہ مال جسے تقسیم سے پہلے ہی سردار اپنے لئے منتخب کر لے۔

والنشیطة: **ما اصاب الرئیس فی الطریق قبل ان یصل الی بیضة القوم۔(٨)**

وہ مال جو اصل قوم تک پہنچنے سے پہلے راستے ہی میں سردار کے ہاتھ لگ جائے۔

والفضول: **ما فضل من القسمة مما لا تصح قسمة علی عدد الغزاة، کالبعیر والفرس ونحوهما۔(٩)**

وہ مال جو تقسیم کے بعد بچ رہے اور غازیوں کی تعداد پر برابر تقسیم نہ ہو۔ مثلاً تقسیم سے بچے ہوئے اونٹ گھوڑے وغیرہ ان سب اقسام کے مال سردار قبیلہ کا حق ہوا کرتے تھے۔

قد ذکرنا ان ستة من اهل یثرب اسلموا فی موسم الحج سنة ١١ من النبوة، و واعدوا رسول الله ﷺ ابلاغ رسالته فی قومهم۔(١٠)

ہم بتا چکے ہیں کہ نبوت کے گیارہویں سال موسم حج میں یثرب کے چھ آدمیوں نے اسلام قبول کرلیا تھا اور رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا کہ اپنی قوم میں جا کر آپ ﷺ کی رسالت کی تبلیغ کریں گے۔

ہجرت کے بعد جب آپ ﷺ کا پہلی دفعہ مدینہ منورہ میں داخلہ ہوا اور آپ ﷺ بنوالنجار گئے پھر ابوایوب انصاری کے مکان کے سامنے نزول فرمایا اور جو کچھ ہوا اس کے اجمالی ذکر وہ نئے معاشرے کی تشکیل میں بیان کرتے ہیں کہ:

ان نزول رسول الله ﷺ بالمدینة فی بنی النجار کان یوم الجمعة (١٢ ربیع الاول سنة ١ھ الموافق ٢٧ ستمبر سنة ٦٢٢م)، و انه نزل فی ارض امام دار ابی ایوب، وقال ههنا المنزل ان شاء الله، ثم انتقل الی بیت ابی ایوب۔(١١)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مدینے میں بنوالنجار کے یہاں جمعہ ۱۲ ربیع الاول ۱ھ مطابق ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء کو حضرت ابوایوب انصاریؓ کے مکان کے سامنے نزول فرمایا تھا اور اسی وقت فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ یہیں منزل ہوگی پھر آپ ﷺ حضرت ابوایوب انصاری کے گھر منتقل ہو گئے تھے۔

اس اجمالی واقعہ کے ذکر کے بعد وہ مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔

ہجرت کے بعد کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے وہ عنوان تحریر کرتے ہیں۔ہجرت کے بعد مسلمانوں کے خلاف قریش کی فتنہ خیزیاں اور عبداللہ بن ابی سے نامہ وپیام اس عنوان کے تحت وہ واقعات تحریر کرتے ہیں جن میں ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں جاری تھیں۔ہجرت کے واقعات بیان کرنے سے پہلے وہ مکہ کے حالات تحریر کرتے ہیں جن میں کفار مکہ نے مسلمانوں پر ظلم کئے اور ہجرت سے پہلے ان کو کن کن حالات سے گزرنا پڑا۔

کفار مکة من التنکیلات والویلات ضد المسلمین، وما فعلوا بھم عند الحجرة، مما استحقوا لاجلھا المصادرة والقتال، الا انھم لم یکونوا لیفیقوا من غیھم، و یمتنعوا عن عدوانھم، بل زادھم غیظا ان فاتھم المسلمون ووجدوا ما منا ومقرا بالمدینة۔(۱۲)

ترجمہ: کفار مکہ نے مسلمانوں پر کیسے کیسے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے تھے اور جب مسلمانوں نے ہجرت شروع کی تو ان کے خلاف کیسی کیسی کاروائیاں کی تھیں جن کی بناء پر وہ مستحق ہو چکے تھے کہ ان کے اموال ضبط کر لئے جائیں اور ان پر بزن بول دیا جائے مگر اب بھی ان کی حماقت کا سلسلہ بند نہ ہوا اور وہ اپنی ستم رانیوں سے باز نہ آئے بلکہ یہ دیکھ کر ان کا جوش غضب اور بھڑک اٹھا کر مسلمان ان کی گرفت سے چھوٹ نکلے ہیں اور مدینے میں انہیں ایک پر امن جائے قرار مل گئی ہے۔

بلیغ انداز بیان:

ان کی تحریر میں بلاغت کا عنصر بھی نمایاں ہے جس سے ان کی تحریر اور زیادہ حسین ہو جاتی ہے۔آپ کم سے کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مطلب بیان کرنے کا فن جانتے ہیں۔سیرت النبی ﷺ کی زندگی مبارک کے ہر واقعہ کو جس طرح تفصیل سے بیان کیا اور پھر ہر واقعہ کے آخر میں جس بلاغت سے وہ واقعہ پھر بیان کیا کہ قاری پڑھتے وقت حیران رہ جاتا کہ اس نے یہی واقعہ پچھلے صفحات میں اتنی تفصیل سے پڑھا تھا جس کو صاحب کتاب بعد میں بلاغت کے ساتھ تحریر کر رہے ہیں۔

بلیغ انداز بیاں کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

''غزوہ بدر دوم'' میں مسلمانوں کی جیت اور شان وشوکت کا ذکر کچھ یوں کرتے ہیں:

واما المسلمون فاقاموا ببدر ثمانیة ایام ینتظرون العدو، وباعوا ما معھم من التجارة فربحوا بدرھم درھمین، ثم رجعوا الی المدینة وقد انتقل زمام المفاجآة الی ایدیھم، وتوطدت ھیبتھم فی النفوس وسادوا علی الموقف۔(۱۳)

ترجمہ: ادھر مسلمانوں نے بدر میں آٹھ روز تک ٹھہر کر دشمن کا انتظار کیا اور اس دوران اپنا سامان تجارت بیچ کر ایک درہم کے دو درہم بناتے رہے پھر اس کے بعد اس شان سے مدینہ واپس آئے کہ جنگ میں پیش قدمی ان کے ہاتھ آ چکی تھی دلوں پر ان کی دھاک بیٹھ چکی تھی اور ماحول پر ان کی گرفت مضبوط ہو چکی تھی۔

پھر جنگ احزاب کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

ان معركة الاحزاب لم تكن معركة خسائر، بل كانت معركة اعصاب، لم يجر فيها قتال مرير، الا انها كانت من احسم المعارك في تاريخ الاسلام، تمخضت عن تخاذل المشركين، و افادت ان اية قوة من قوات العرب لا تستطيع استئصال القوة الصغيرة التي تنمو في المدينة، لان العرب لم تكن تستطيع ان تاتي بجمع اقوى مما اتت به في الاحزاب۔(۱۴)

جنگ احزاب درحقیقت نقصان جان و مال کی جنگ نہ تھی بلکہ اعصاب کی جنگ تھی۔اس میں کوئی خونریز معرکہ پیش نہیں آیا لیکن یہ پھر بھی اسلامی تاریخ کی ایک فیصلہ کن جنگ تھی۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں مشرکین کے حوصلے ٹوٹ گئے اور یہ واضح ہوگیا کہ عرب کی کوئی بھی قوت مسلمانوں کی اس چھوٹی سے طاقت کو جو مدینے میں نشوونما پا رہی ہے ختم نہیں ہوسکتی کیونکہ جنگ احزاب میں جتنی بڑی طاقت فراہم کی گئی اس سے بڑی طاقت فراہم کرنا عربوں کے بس کی بات نہ تھی۔

غزوہ مریسیع کے بعد کی فوجی مہمات کو نہایت بلیغ انداز میں بیان کرتے ہیں کہ:

هذه هي السرايا و الغزوات بعد الاحزاب، وبني قريظة، لم يجر في واحدة منها قتال مرير و انما وقعت فيما وقعت مصادمة خفيفة، فليست هذه البعوث الا دوريات استطلاعية، او تحركات تاديسبية، لارهاب الاعراب و الاعداء الذين هم يستكينوا بعد۔(۱۵)

ترجمہ: یہ ہیں وہ سرایا اور غزوات جو جنگ احزاب و بنی قریظہ کے بعد پیش آئے۔ان میں سے کسی بھی سرایا یا غزوہ میں کوئی سخت جنگ نہیں ہوئی۔صرف بعض بعض میں معمولی قسم کی جھڑپیں ہوئی۔لہٰذا ان مہموں کو جنگ کے بجائے طلایہ گردی، فوجی گشت اور تادیبی وحرکت کہا جاسکتا ہے جس کا مقصد ڈھیٹ بدوؤں اور اکڑے ہوئے دشمنوں کو خوف زدہ کرنا تھا۔

مشکل الفاظ کی تشریح:

قاری کے لئے ایک اور سہولت مہیا کرتے ہوئے مشکل الفاظ کی تشریح کر دیتے ہیں تاکہ قاری کو کتاب پڑھتے ہوئے کوئی دقت محسوس نہ ہو اور وہ اس کتاب کو گہری نظر سے پڑھے جہاں الفاظ مشکل ہیں یا عربی زبان و ادب کے لحاظ سے استعمال کئے جارہے ہیں۔ان الفاظ کی تشریح انہوں نے کردی ہے۔جس کی مثال درج ذیل ہے۔

مولانا صاحب ''سریہ سیف البحر'' کا واقعہ لکھتے ہیں:

امر رسول الله ﷺ على هذه السرية حمزة بن عبدالمطلب، وبعثه في ثلاثين رجلا من المهاجرين، يعترض عيراً لقريش جاء ت من الشام، وفيها ابو جهل بن هشام في ثلاثمائة رجل، فبلغوا سيف البحر من ناحية العيص۔(۱۶)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کو اس سریہ کا امیر بنایا اور تیس مہاجرین کو ان کے زیر کمان شام سے آنے والے ایک قریشی قافلے کا پتہ لگانے کیلئے روانہ فرمایا۔ اس قافلے میں تین سو آدمی تھے جن میں ابو جہل بھی تھا۔ مسلمان عیص کے اطراف میں ساحل سمندر کے پاس پہنچے تو قافلے کا سامنا ہو گیا۔

مصنف یہاں اس واقعہ میں عیص کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عیص۔ ع کو زیر پڑھیں گے۔ بحر احمر کے اطراف میں ینبع اور مروہ کے درمیان ایک مقام ہے۔

غزوہ ''بنی سلیم'' کہ مقام کدر میں وہ کدر کی تشریح یوں بیان کرتے ہیں:

الکدر، بالضم فالسکون، طیر فی لونھا کدرة، وھو ماء من میاہ بنی سلیم یقع فی نجد علی الطریق التجاریة الشرقیة الحیویة بین مکة و الشام(۱۷)۔

ترجمہ: کدر۔ ک پر پیش اور دال ساکن ہے۔ یہ دراصل مٹیالے رنگ کی ایک چڑیا ہوتی ہے لیکن یہاں بنو سلیم کا ایک چشمہ مراد ہے جو نجد میں مکے سے (براستہ نجد) شام جانے والی کاروانی شاہراہ پر واقع ہے۔

توضیحی انداز بیان:

صاحب کتاب جہاں بلاغت سے کام لیتے ہیں اور مشکل الفاظ کی تشریح بیان کرتے ہیں وہاں وہ توضیحی انداز اپناتے ہوئے واقعہ کی تفصیل کے لئے حاشیہ میں اس کی وضاحت کرتے ہیں جس سے قاری کو واقعہ سمجھنے میں آسانی ہو جاتی ہے۔

جیسے دور جاہلیت کا ذکر کرتے ہوئے مشرکین کے جواء کھیلنے اور جوئے کے تیر استعمال کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

ھذا المیسر، و القداح، وھو ضرب من ضروب القمار، و کانوا یقتسمون بہ لحم الجزور التی یذبحونھا بحسب القداح۔(۱۸)

ترجمہ: ایک رواج مشرکین میں جوا کھیلنے کا اور جوئے کے تیر استعمال کرنے کا تھا۔ اسی تیر کی نشاندہی پر وہ جوئے کا اونٹ ذبح کر کے ان کا گوشت بانٹتے تھے۔

مشرکین جوئے کا اونٹ ذبح کرتے اس کے لئے حصے کرتے اور جوئے کے تیروں کو کیسے استعمال کرتے ان کی وضاحت حاشیہ میں کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

اس کا طریقہ یہ تھا کہ جواء کھیلنے والے ایک اونٹ ذبح کر کے اس کو دس یا اٹھائیس حصوں پر تقسیم کرتے۔ پھر تیروں سے قرعہ اندازی کرتے۔ کسی تیر پر جیت کا نشان بنا ہوتا اور کوئی تیر بے نشان ہوتا۔ جس کے نام پر جیت والا تیر نکلتا وہ تو کامیاب مانا جاتا اور اپنا حصہ لیتا اور جس کے نام پر بے نشان کا تیر نکلتا اسے قیمت دینا پڑتی۔

کاوش تبلیغ کے پہلے مرحلے کا ذکر کرتے ہوئے وہ سابقین اولین کے نام لکھتے ہیں کہ آپؐ کے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ بن شرجیل کلبی کے بارے میں حاشیہ میں وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فملکته خدیجة، ووهبته لرسول اللّٰه ﷺ، وجاء ہ ابوہ وعمه، لیذهبا به الی قومه وعشیرته، فاختار علیها رسول اللّٰه ﷺ، فتبناہ حسب قواعد العرب، وکان لذلک یقال: زید بن محمد، حتی جاء الاسلام فابطل التبنی۔(۱۹)

ترجمہ: یہ جنگ میں قید ہو کر غلام بنالئے گئے تھے بعد میں حضرت خدیجہؓ اُن کی مالک ہوئیں اور انہیں رسول اللہ ﷺ کو ہبہ کر دیا۔ اس کے بعد ان کے والد اور چچا انہیں گھر سے لے جانے کے لئے آئے لیکن انہوں نے باپ اور چچا کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ اسی کے بعد آپ ﷺ نے عرب کے دستور کے مطابق انہیں اپنا متبنیٰ (لے پاک) بنالیا اور انہیں زید بن محمد کہا جانے لگا۔ یہاں تک کہ اسلام نے اس رسم کا خاتمہ کر دیا۔

واقعہ طائف بیان کرتے ہیں:

فلما انتهی الی الطائف عمد ثلاثة اخوة من رؤساء ثقیف، وهم عبد یالیل، ومسعود، وحبیب ابناء عمرو بن عمیر الثقفی فجلس الیهم ودعاهم الی الله، والی نصرة الاسلام، فقال احدهم: هو یمرط ثیاب الکعبة (ای: یمزقها) ان کان الله ارسلک۔(۲۰)

ترجمہ: جب آپ ﷺ طائف پہنچے تو قبیلہ ثقیف کے تین سرداروں کے پاس تشریف لے گئے جو آپس میں بھائی تھے اور جن کے نام یہ تھے۔ عبد یالیل، مسود اور حبیب۔ ان تینوں کے والد کا نام عمرو بن عمیر ثقفی تھا۔ آپؐ نے ان کے پاس بیٹھنے کے بعد انہیں اللہ کی اطاعت اور اسلام کی مدد کی دعوت دی۔ جواب میں ایک نے کہا کہ وہ کعبے کا پردہ پھاڑے اگر اللہ نے تمہیں رسول بنایا ہو۔

وہ کعبے کا پردہ پھاڑے اگر اللہ نے تمہیں رسولؐ بنایا ہو اس کی وضاحت حاشیہ میں اس طرح کرتے ہیں کہ:

یہ محاورہ ہے جس کے معنی ہیں۔ اگر تم پیغمبر ہو تو اللہ مجھے غارت کرے۔ مقصود اس یقین کا اظہار ہے کہ تمہارا پیغمبر ہونا ناممکن ہے جیسے کعبے کے پردے پر دست دراز کرنا ناممکن ہے۔

ایجاز واختصار:

انہوں نے سیرت کے واقعات بیان کرتے ہوئے بہت ایجاز واختصار سے کام لیا ہے۔ غیر ضروری باتیں چھوڑ دیں اور واقعات کو اختصار سے بیان کرتے ہیں اس کے باوجود واقعات کا پورا زور اثر قائم رہتا ہے۔

خفیہ دعوت کے تین سال میں اہل ایمان کی جو ایک جماعت تیار ہو گئی تھی اس کا ذکر وہ بہت اختصار سے بیان کرتے ہیں:

مرت ثلاث سنین والدعوة لم تزل سریة وفردیة، وخلال هذه الفترة تکونت جماعة من المومنین تقوم علی الاخوة والتعاون، وتبلیغ الرسالة وتمکینها من مقامها ثم تنزل الوحی یکلف رسول الله ﷺ بمعالنته قومه، ومجابهة باطلهم، ومهاجمة اصنامهم۔(۲۱)

ترجمہ: تین سال تک تبلیغ کا کام خفیہ اور انفرادی رہا اور اس دوران اہل ایمان کی ایک جماعت تیار ہوگئی جو اخوت اور تعاون پر قائم تھی۔ اللہ کا پیغام پہنچا رہی تھی اور اس پیغام کو اس کا مقام دلانے کے لئے کوشاں تھی۔ اس کے بعد وحی الٰہی نازل ہوئی اور رسول ﷺ کو مکلف کیا گیا کہ اپنی قوم کو کھلم کھلا دین کی دعوت دیں ان کے باطل سے ٹکرائیں اور ان کے بتوں کو حقیقت واشگاف کریں۔

آپ ﷺ نے بادشاہوں اور امراء کے نام جو خطوط لکھے اس کا ان پر کیا اثر ہوا اور اسی حقیقت کو مولانا نے نہایت اختصار سے یوں بیان کیا ہے کہ جیسے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہو۔

ان ارسال الکتاب الیھما تاخر کثیرا عن کتب بقیة الملوک، والاغلب انه کان بعد الفتح، وبھذہ الکتب کان النبی ﷺ قد ابلغ دعوته الی اکثر ملوک الارض، فمنھم من آمن به ومنھم من کفر، ولکن شغل فکرۃ ھؤلاء الکافرون، وعرف لدیھم باسمه ودینه۔(۲۲)

ترجمہ: ان خطوط کے ذریعے نبیؐ نے اپنی دعوت روئے زمین کے بیشتر بادشاہوں تک پہنچا دی۔ اس کے جواب میں کوئی ایمان لایا تو کسی نے کفر کیا لیکن اتنا ضرور ہوا کہ کرنے والوں کی توجہ بھی اس جانب مبذول ہوگئی اور ان کے نزدیک آپ ﷺ کا دین اور آپ کا نام جانی پہچانی چیز بن گیا۔

عبارت کی خوبصورتی:

یوں تو الرحیق المختوم میں کسی بھی بات کی کمی نہیں۔ انہوں نے ہر عبارت میں ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جو عبارت کو خوبصورت بنا دیتے ہیں۔ جہاں وہ عبارت کو قرآن وحدیث سے مزین کرتے ہیں وہیں اپنے الفاظ کی خوبصورتی کا جادو چلاتے ہیں۔

حجرت حمزہؓ کا قبول اسلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

خلال ھذا الجو الملبد بسحائب الظلم والطغیان اضاء برق نور للمقھورین طریقھم، الا وھو اسلام حمزۃ بن عبدالمطلبؓ۔(۲۳)

ترجمہ: مکہ کی فضا ظلم وجور کے ان سیاہ بادلوں سے گھمبیر تھی کہ اچانک ایک بجلی چمکی اور مقہوروں کا راستہ روشن ہوگیا یعنی حضرت حمزہؓ مسلمان ہوگئے۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق کے قبول اسلام کا واقعہ لکھتے ہیں:

وخلال ھذا الجو الملبد بسحائب الظلم والطغیان اضاء برق آخر اشد بریقا واضاءۃ من الاول، الا وھو اسلام عمر بن الخطاب۔(۲۴)

ترجمہ: ظلم وطغیان کے سیاہ بادلوں کی اسی گھمبیر فضا میں ایک اور برق تاباں کا جلوہ نمودار ہوا جس کی چمک پہلے سے زیادہ خیرہ کن تھی۔ یعنی حضرت حمزہؓ کے صرف تین دن بعد مسلمان ہوئے تھے۔

آپ ﷺ کے کمال نفس اور مکارم اخلاق کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کان النبی ﷺ یمتاز بفصاحة اللسان، وبلاغة القول، وکان من ذلک بالمحل الافضل، والموضع الذی لایجهل، سلاسة طبع، ونصاعة لفظ، وجزالة قول، وصحة معان، وقلة تکلف، اوتی جوامع الکلم، وخص ببدائع الحکم، وعلم السنة العرب، ویخاطب کل قبیلة بلسانها، ویحاورها بلغتها، اجتمعت له قوة عارضة البادیة وجزالتها، ونصاعة الفاظ الحاضرة وررونق کلامها، الی التایید الا الهی الذی مدده الوحی۔(۲۵)

ترجمہ: نبی فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔آپ ﷺ طبیعت کی روانی،لفظ کے نکھار،فقروں کی جزالت، معانی کی صحت اور تکلف سے دوری کے ساتھ ساتھ جوامع الکلم سے نوازے گئے تھے۔آپؐ کو نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کا علم عطا ہوا تھا۔چنانچہ آپ ہر قبیلے سے اسی کی زبان اور محاوروں میں گفتگو فرماتے تھے۔آپؐ بدویوں کا زور بیان اور قوت تخاطب اور شہریوں کی شستگی الفاظ اور شگفتگی اور شائستگی جمع تھی اور وحی پر مبنی تائید ربانی الگ سے۔

بے ساختگی و برجستگی:

وہ اپنی کتاب میں کسی بھی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے بے ساختگی و برجستگی کا مظاہرہ کرتے ہیں یعنی ان واقعات کے مختلف پہلوؤں کو اپنی اپنی جگہ پر بروقت انداز میں بیان کرتے ہیں اور ان کا جو انداز تحریر ہے بہت سادہ ہے اور وہ واقعات کو جامع اور اختصار میں لکھتے ہیں۔ان کی تحریروں میں بے ساختگی پائی جاتی ہے ان کا انداز تحریر اس طرح کا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ الفاظ ان کی قلم کے محتاج ہیں۔اسی طرح کسی بھی واقعہ میں مولانا کا انداز نہایت پرتاثیر پایا جاتا ہے۔

یہ تو سب کو پتہ ہے کہ قریش مکہ نے مسلمانوں پر بے انتہا ظلم وستم ڈھائے۔مسلمانوں کو ایسے ایسے طریقوں سے تنگ کیا جن کو پڑھ کر انسان کانپ جاتا ہے۔ہر وقت کے ظلم وستم کا بازار گرم رہتا کفار کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتے۔جب وہ مسلمانوں کو تنگ نہ کرتے ہوں کبھی گرم گرم ریت پر لٹا دیتے اور سینے پر بھاری پتھر رکھ دیتے۔کبھی اتنا مارتے کہ مارتے مارتے خود تھک جاتے مگر صحابہؓ کی زبان پر احد احد جاری رہتا۔ایسے ہی ظلم وجور کا واقعہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

وکان المشرکون یلفون بعض الصحابة فی اهاب الابل والبقر، ثم یلقونه فی حر الرمضاء، ویلبسون بعضا آخر درعا من الحدید ثم یلقونه علی صخرة ملتهبة۔(۲۶)

ترجمہ: مشرکین نے سزا کی ایک شکل یہ بھی اختیار کی تھی کہ بعض صحابہ کو اونٹ اور گائے کی کچی کھال میں لپیٹ کر دھوپ میں ڈال دیتے تھے اور بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے ہوئے پتھر پر لٹا دیتے تھے۔درحقیقت اللہ کی راہ میں ظلم وجور کا نشانہ بننے والوں کی فہرست بڑی لمبی ہے اور بڑی تکلیف دہ تھی۔حالت یہ تھی کہ جس کسی کے مسلمان ہونے کا پتہ چل جاتا تھا مشرکین اس کے درپئے آزاد ہو جاتے تھے۔

اسی طرح مصنف رسول اللہ ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی کے آخری مرحلہ کو بہت برجستگی سے بیان کرتے ہوئے ۲۳ سال کی کوشش کے نتائج بیان کرتے ہیں:

وھی آخر مرحلة من مراحل حیاة الرسول ﷺ، تمثل النتائج التی اثمرتھا دعوته الاسلامیة بعد جھاد طویل، وعناء، ومتاعب، وقلاقل، وفتن، واضطرابات، ومعارک وحروب دامیة، واجھتھا طیلة بضعة وعشرین عاما. وکان فتح مکة ھو اخطر کسب حصل علیه المسلمون فی ھذہ الاعوام، تغیر لاجله مجری الایام، وتحول به جو العرب، فقد کان الفتح حدا فاصلا بین المدة السابقة علیه وبین مابعدہ، فان قریشا کانت فی نظر العرب حماة الدین وانصارہ، والعرب فی ذلک تبع لھم، فخضوع قریش یعتبر القضاء الاخیر علی الدین الوثنی فی جزیرة العرب۔(۲۷)

ترجمہ: یہ رسول اللہ ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی کا آخری مرحلہ ہے۔آپ ؐ کی اسلامی دعوت کے ان نتائج کی نمائندگی کرتا ہے جنہیں آپ ؐ نے تقریباً ۲۳ سال کی طویل جدوجہد، مشکلات ومشقت، ہنگاموں اور فتنوں، فسادات اور جنگوں اور خونریز معرکوں کے بعد حاسل کیا تھا۔ان طویل برسوں میں فتح مکہ سب سے اہم ترین کامیابی تھی جو مسلمانوں نے حاصل کی۔اس کی وجہ سے حالات کا دھارا بدل گیا اور عرب کی فضا میں تغیر آ گیا۔یہ فتح درحقیقت اپنے ماقبل اور مابعد کے دونوں زمانوں کے درمیان حد فاصل کی حیثیت رکھتی ہے۔چونکہ اہل قریش اہل عرب کی نظر میں دین کے محافظ اور انصار تھے اور پورا عرب اس بارے میں ان کا تابع تھا اس لئے قریش کی سپر اندازی کے معنی یہ تھے کہ پورے جزیرہ نما عرب میں بت پرستانہ دین کا کام تمام ہو گیا۔

عنوانات دینے کا طریقہ:

مولانا نے الرحیق المختوم کی فہرست مضامین کو ابواب وفصول میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ بہت ہی سادہ انداز کے ساتھ عنوانات بھی لکھ دیا۔مولانا عنوانات تحریر کرتے وقت بھی بہت سادگی اور اختصار سے کام لیتے ہوئے ایسے عنوانات تجویز کرتے کہ جو پرتاثیر ہیں یوں تو ہر عنوان ہی اپنی مثال آپ ہے اور ہر عنوان ایک سے بڑھ کر ایک ہے۔فہرست عنوانات میں سے کوئی عنوان ایسا نہیں جو آگے پیچھے ہو یا اپنی حدود سے باہر ہو یعنی واقعات وتاریخ کا لحاظ رکھتے ہوئے عنوانات کو ایک ترتیب میں لکھا گیا ہے۔

مولانا سب سے پہلے عرب کے حالات بیان کرتے ہوئے عنوانات تجویز فرماتے ہیں:

عرب: محل وقوع اور قومیں:

الرحیق المختوم کی شروعات عرب کے محفل ووقوع سے کرتے ہوئے آگے یہ عنوان تحریر کرتے ہیں

عرب حکومتیں اور سرداریاں:

عرب: ادیان و مذاہب: جاہلی معاشرے کی چند جھلکیاں:

اس کے بعد آپؐ کی ولادت اور آپؐ کی زندگی مبارک کے چالیس سال کو کچھ اس طرح تحریر کرتے ہیں:

ولادت باسعادت اور حیات طیبہ کے چالیس سال:

اس کے بعد آپؐ کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے بہت ہی خوبصورت عنوان تجویز فرماتے ہیں۔

نبوت و رسالت کی چھاؤں میں:

صاحب مصنف بہت ہی خوبصورت اور دلکش انداز سے دعوت و تبلیغ کے ادوار کو عنوانات کے تحت بیان کرتے ہوئے مراحل میں تقسیم کرتے ہیں۔

ہجرت سے پہلے حصے کو تین مراحل میں تقسیم کرتے ہیں اور ہجرت کے بعد والے حصے کو بھی تین مراحل میں تقسیم کرتے ہیں۔

ہجرت سے پہلے کے مراحل:

پہلے مرحلہ میں عنوان دیتے ہیں:

کاوش تبلیغ:

کاوش تبلیغ میں اولین راہرواں اسلام کا ذکر ہے۔

دوسرے مرحلہ میں کھلی تبلیغ کا ذکر ہے۔

اس میں آپ نے قرابتداروں کے بعد مکہ والوں کو تبلیغ کی دعوت دی۔

تیسرے مرحلے میں:

بیرون ملک دعوت اسلام:

اس مرحلہ میں مکہ سے باہر کے علاوہ تک ایمان کی شعاعیں پہنچائی گئیں۔ عنوانات کو مرحلہ وار تقسیم کرنے کا انوکھا اور عمدہ انداز مولانا صاحب کی دانائی اور حکمت کو ظاہر کرتا ہے۔

اسی طرح پھر مدنی زندگی کو عنوانات کے تحت مرحلہ وار بیان کرتے ہیں۔

پہلا مرحلہ: ہجرت کے وقت مدینے کے حالات:

دوسرے مرحلہ میں: نئی تبدیلی:

یہ عنوان بادشاہوں اور امرائے کے نام خطوط پر لکھا گیا ہے۔

تیسرا مرحلہ:

آپؐ کی پیغمبرانہ زندگی کا آخری مرحلہ ہے جو کہ غزوہ حنین سے شروع ہوتا ہے۔

مبارک پوری نے عنوانات کے بعد واقعات کی ترتیب بہت سی اچھے طریقے سے دی ہے ہر عنوان میں واقعہ ایسا جڑا ہے کہ جیسے انگوٹھی میں نگینہ۔

الرحیق المختوم کے اسلوب اور منہج کے اس جائزہ سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کتاب اپنے مواد، اسلوب اور طرز گفارش کی خوبیوں کے باعث ایک سیرت میں ایک وقیع اضافہ ہے اور اسے کوئی بھی سیرت نگاری کا مورخ نظر انداز نہ کر سکے گا۔

حوالہ جات

(۱) مبارکپوری، صفی الرحمٰن، مولانا، الرحیق المختوم، مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، المملکہ العربیہ سعودیہ ۲۰۰۳ء ص ۱۵۴۔

(۲) ایضاً ص ۱۳۹۔

(۳) ایضاً ص ۱۲۱۔

(۴) ایضاً، ۴۷۔

(۵) ایضاً، ۱۶۳۔

(۶) ایضاً ص ۲۳۔

(۷) ایضاً

(۸) ایضاً

(۹) ایضاً

(۱۰) ایضاً ص ۱۰۳۔

(۱۱) ایضاً، ۱۳۱۔

(۱۲) ایضاً، ۱۳۷۔

(۱۳) ایضاً، ۲۱۰۔

(۱۴) ایضاً، ۲۲۱۔

(۱۵) ایضاً، ۲۳۷۔

(۱۶) ایضاً، ۱۳۹۔

(۱۷) ایضاً، ۱۶۴۔

(۱۸) ایضاً ص ۲۶۔

(۱۹) ایضاً ص ۵۵۔

(۲۰) ایضاً ص ۹۱۔

(۲۱) ایضاً ص ۵۶۔

(۲۲) ایضاً ص ۲۵۵۔

(۲۳) ایضاً ص ۷۳۔

(۲۴) ایضاً۔

(۲۵) ایضاً ص ۳۴۲۔

(۲۶) ایضاً ص ۶۶۔

(۲۷) ایضاً ص ۲۹۲۔